بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡم   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد
Office Of The Sadr Majlis Ansarullah Bharat
دفتر صدر مجلس انصار اللہ بھارت
Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516 Dt.Gurdaspur (PUNJAB)
Ph: +91-01872-220186, Fax : +91-01872-224186, Mob. +91-9815494687, E-Mail : ansarullahbharat@gmail.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا دلگداز و دلنشین تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 19؍اپریل 2019 بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آج جن بدری صحابی کا میں ذکر کروں گا ان کا نام ہے حضرت عثمان بن مظعون۔ آپ کا تعلق قریش مکہ کے خاندان بنو جمح سے تھا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان نبوت کے بعد ابتدائی دور کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی نبوت کے ابتدائی زمانہ میں طلحہ، زبیر، عمر، حمزہ اور عثمان بن مظعون آپ کو مل گئے۔ اُن میں سے ہر شخص آپ کا فدائی تھا ہر شخص آپ کے پسینے کی جگہ اپنا خون بہانے کیلئے تیار تھا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ تیرہ سال تک مصائب بھی آئے مشکلات بھی آئیں تکالیف بھی آپ کو برداشت کرنی پڑیں مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطمینان تھا کہ مکہ والوں میں سے عقل والے، سمجھ والے، رتبے والے، تقویٰ والے، طہارت والے مجھے مان چکے ہیں اور اب مسلمان ایک طاقت سمجھے جاتے ہیں۔ جب کوئی شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کہتا کہ نعوذ باللہ وہ پاگل ہیں تو اس کے دوسرے ساتھی ہی اسے کہتے کہ اگر وہ پاگل ہے تو فلاں شخص جو بڑا سمجھدار اور عقلمند ہے انہیں کیوں مانتا ہے۔ یہ ایک ایسا جواب تھا جس کے جواب میں کوئی شخص بولنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا۔

یورپین مصنف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بہت بولتے ہیں مگر جہاں ابوبکر کا نام آتا ہے وہ کہتے ہیں کہ ابوبکر بڑا بے نفس تھا اور کہتے ہیں کہ جس شخص کو ابوبکر نے مان لیا وہ جھوٹا کس طرح ہو گیا۔ جس کو ابوبکر نے مانا وہ بھی یقیناً قابل تعریف ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے بارے میں فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بھی شروع میں ہی حضرت خلیفۃ المسیح اوّل ایمان لے آئے اور اس کے بعد تعلیم یافتہ لوگوں کی ایک جماعت آپ کے ساتھ ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھی ایسے ساتھی مہیا کر دیئے جن کی دوسری دنیا تعریف کرتی تھی۔

ایک اور جگہ کفار مکہ کی حسرتوں اور حسد کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے ایسے سامان پیدا کئے کہ کفار کے دل ہر وقت جل کر خاکستر ہوتے رہتے تھے۔ کوئی بڑا خاندان ایسا نہیں تھا کہ جس کے افراد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں نہ آ چکے ہوں۔ حضرت عثمان بن مظعون بھی ایسے ایک بڑے خاندان میں سے تھے۔ غرض ہزاروں لوگ ایسے تھے جو اسلام کے شدید دشمن تھے مگر ان کی اولادوں نے اپنے آپ کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں ڈال دیا اور میدان جنگ میں اپنے باپوں اور رشتہ داروں کے خلاف تلواریں چلائیں۔

حضور انور نے فرمایا: ابن اسحاق کے نزدیک حضرت عثمان بن مظعون نے تیرہ آدمیوں کے بعد اسلام قبول کیا۔ آپ نے اور آپ کے بیٹے سائب نے مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ حبشہ کی طرف پہلی ہجرت بھی کی تھی۔ حبشہ قیام کے دوران ہی جب انہیں خبر ملی کہ قریش ایمان لے

آئے ہیں تب آپ واپس مکہ آ گئے تھے۔لیکن مکّہ پہنچ کر معلوم ہوا کہ یہ خبر جھوٹی تھی۔اس پر کچھ لوگ واپس چلے گئے اور کچھ لوگ امان لے کر مکّہ میں داخل ہوئے۔حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولید بن مغیرہ کی امان میں آئے۔مکہ جا کر آپ کو معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ اور آپؐ کے صحابہؓ کو تکالیف پہنچ رہی ہیں اور ان پر ظلم ہو رہا ہے۔اس پر انہوں نے ولید سے کہا کہ آپ اپنی امان واپس لے لیں۔ مجھے اللہ تعالیٰ کی امان کافی ہے۔ولید نے کہا کہ اے میرے بھتیجے کیا تجھے میری امان سے کوئی تکلیف پہنچی ہے یا تمہاری بے عزتی ہوئی ہے۔حضرت عثمان نے کہا نہیں لیکن مجھے اللہ کی امان کافی ہے۔اس پر ولید کہا کہ پھر خانہ کعبہ میں علی الاعلان میری امان واپس کرو۔حضرت عثمان نے خانہ کعبہ جا کر سب کے سامنے امان واپس کرنے کا اعلان کر دیا۔

حضور انور نے فرمایا: اس ہجرت حبشہ کا مختصر ذکر کر دیتا ہوں۔حضرت مرزا بشیر احمد صاحب لکھتے ہیں کہ جب مسلمانوں کی تکالیف انتہا کو پہنچ گئیں اور قریش اپنی ایذا رسانی میں ترقی کرتے گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے فرمایا کہ وہ حبشہ کی طرف ہجرت کر جائیں اور فرمایا کہ حبشہ کا بادشاہ عادل اور انصاف پسند ہے۔ چنانچہ ماہ رجب پانچ نبوی میں گیارہ مرد اور چار عورتوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ یہ ایک عجیب بات ہے کہ ان ابتدائی مہاجرین میں زیادہ تعداد ان لوگوں کی تھی جو قریش کے طاقتور قبائل سے تعلق رکھتے تھے جن سے دو باتوں کا پتا چلتا ہے کہ اول یہ طاقتور قبائل سے تعلق رکھنے والے لوگ بھی قریش کے مظالم سے محفوظ نہیں تھے۔دوسرے یہ کہ کمزور لوگ مثلاً غلام وغیرہ اس وقت ایسی کمزوری اور بے بسی کی حالت میں تھے کہ ہجرت کی بھی طاقت نہیں رکھتے تھے۔

حضور انور نے فرمایا: حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس واقعہ کو اپنے انداز میں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ان لوگوں کا مکہ سے نکلنا ایک نہایت ہی دردناک واقعہ تھا۔ان کے دلوں کی جو حالت تھی سو تھی۔ ان کو دیکھنے والے بھی ان کی تکلیف سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکے۔ چنانچہ جس وقت یہ قافلہ نکل رہا تھا حضرت عمر جو اس وقت تک کافر اور اسلام کے شدید دشمن تھے، اتفاقاً اس قافلے کے بعض افراد کو مل گئے۔ان میں ایک صحابیہ ام عبداللہ نامی بھی تھیں۔ بندھے ہوئے سامان اور تیار سواریوں کو جب آپ نے دیکھا تو آپ سمجھ گئے کہ یہ لوگ مکہ چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ آپ نے کہا ام عبداللہ یہ تو ہجرت کے سامان نظر آ رہے ہیں۔ام عبداللہ کہتی ہیں، میں نے جواب میں کہا ہاں! خدا کی قسم ہم کسی اور ملک میں چلے جائیں گے کیونکہ تم نے ہم کو بہت دکھ دیئے ہیں اور ہم پر بہت ظلم کئے ہیں۔ہم اس وقت تک اپنے ملک میں نہیں لوٹیں گے جب تک خدا تعالیٰ ہمارے لئے کوئی آسانی اور آرام کی صورت نہ پیدا کر دے۔ام عبداللہ بیان کرتی ہیں کہ عمر نے جواب میں کہا کہ اچھا۔خدا تمہارے ساتھ ہو۔پھر وہ جلدی سے منہ پھیر کے چلے گئے اور میں نے محسوس کیا کہ اس واقعہ سے ان کی طبیعت نہایت ہی غمگین ہو گئی ہے۔مکہ والوں کو یہ معلوم ہوا تو انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ ایک وفد بادشاہ حبشہ کے پاس بھیجا جائے جو اسے مسلمانوں کے خلاف بھڑکائے اور اسے تحریک کرے کہ وہ مسلمانوں کو مکہ والوں کے سپرد کر دے۔ یہ وفد حبشہ گیا اور بادشاہ سے ملا امرائے دربار کو بھی انہوں نے خوب اکسایا۔لیکن اللہ تعالیٰ نے بادشاہ حبش کے دل کو مضبوط کر دیا تھا اور اس نے باوجود ان لوگوں کے اصرار کے اور باوجود درباریوں کے اصرار کے مسلمانوں کو کفار کے سپرد کرنے سے انکار کر دیا۔جب یہ وفد ناکام واپس آیا تب مکہ والوں نے ان مسلمانوں کو بلانے کے لئے ایک اور تدبیر سوچی اور وہ یہ کہ حبشہ جانے والے بعض قافلوں میں یہ خبر مشہور کر دی کہ مکہ کے سب لوگ مسلمان ہو گئے ہیں۔ جب یہ خبر حبشہ پہنچی تو اکثر مسلمان خوشی سے مکہ کی طرف واپس لوٹے مگر مکہ پہنچ کر ان کو معلوم ہوا کہ یہ خبر محض شرارتاً مشہور کی گئی ہے اور اس میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔اس پر کچھ لوگ تو واپس حبشہ چلے گئے اور کچھ مکہ میں ٹھہر گئے ان ٹھہرنے والوں میں عثمان بن مظعون بھی تھے جو مکہ کے ایک بہت بڑے رئیس کے بیٹے تھے۔اس دفعہ ان کے باپ کے ایک دوست ولید بن مغیرہ نے ان کو پناہ دی اور وہ امن سے مکہ میں رہنے لگے مگر اس عرصہ میں انہوں نے دیکھا کہ بعض دوسرے مسلمانوں کو دکھ دیئے جاتے ہیں اور انہیں سخت سے سخت تکلیفیں

پہنچائی جاتی ہیں چونکہ وہ غیرت مند نوجوان تھے ولید کے پاس گئے اور اسے کہہ دیا کہ میں آپ کی پناہ کو واپس کرتا ہوں کیونکہ مجھ سے یہ نہیں دیکھا جاتا کہ دوسرے مسلمان دکھ اٹھائیں اور میں آرام سے رہوں۔ چنانچہ ولید نے اعلان کر دیا کہ عثمان اب میری پناہ میں نہیں۔

ایک دن لبید جو عرب کا ایک مشہور شاعر تھا مکہ کے رؤساء میں بیٹھا اپنے شعر سنا رہا تھا کہ اس نے ایک مصرع پڑھا۔ **وکل نعیم لا محالة زائل**۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ ہر نعمت آخر مٹ جانے والی ہے۔ عثمان بن مظعون نے کہا کہ یہ غلط ہے جنت کی نعمتیں ہمیشہ قائم رہیں گی۔ لبید ایک بہت بڑا آدمی تھا یہ جواب سن کر جوش میں آ گیا اور اس نے کہا کہ اے قریش کے لوگو! تمہارے مہمان کو تو پہلے اس طرح ذلیل نہیں کیا جاتا تھا اب یہ نیا رواج کب سے شروع ہوا ہے۔ اس پر ایک شخص نے کہا یہ ایک بیوقوف آدمی ہے اس کی بات کی پرواہ نہیں کریں۔ حضرت عثمان نے اپنی بات پر اصرار کیا اور کہا کہ بیوقوفی کی کیا بات ہے جو بات میں نے کہی ہے وہ سچ ہے اس پر ایک شخص نے اٹھ کر زور سے آپ کے منہ پر گھونسا مارا جس سے آپ کی ایک آنکھ نکل گئی۔ ولید اس وقت اس مجلس میں بیٹھا ہوا تھا جس نے آپ کو پناہ دی تھی عثمان بن مظعون کے باپ کے ساتھ اس کی گہری دوستی تھی۔ اپنے مردہ دوست کے بیٹے کی یہ حالت اس سے دیکھی نہ گئی مگر مکہ کے رواج کے مطابق جب عثمان اس کی پناہ میں نہیں تھے تو وہ ان کی حمایت بھی نہیں کر سکتا تھا اس لئے اور تو کچھ نہ کر سکا۔ نہایت ہی دکھ کے ساتھ عثمان ہی کو مخاطب کر کے بولا کہ اے میرے بھائی کے بیٹے خدا کی قسم تیری یہ آنکھ اس صدمہ سے بچ سکتی تھی جبکہ تو ایک زبردست حفاظت میں تھا لیکن تو نے خود ہی اپنی پناہ کو چھوڑ دیا اور یہ دن دیکھا۔ عثمان نے جواب دیا کہ جو کچھ میرے ساتھ ہوا ہے میں خود اس کا خواہش مند تھا۔ تم میری پھوٹی ہوئی آنکھ پر ماتم کر رہے ہو حالانکہ میری تندرست آنکھ اس بات کے لئے تڑپ رہی ہے کہ جو میری بہن کے ساتھ ہوا ہے وہی میرے ساتھ کیوں نہیں ہوتا۔ ولید کو عثمان نے یہ جواب دیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ میرے لئے بس ہے۔ اگر وہ تکلیفیں اٹھا رہے ہیں تو میں کیوں نہ اٹھاؤں۔ میرے لئے خدا کی حمایت کافی ہے۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ عثمان بن مظعون کا اسطرح جواب دینا اس لئے تھا کہ انہوں نے قرآن کریم سنا ہوا تھا اسلامی تعلیم سنی ہوئی تھی قرآن کریم پڑھا ہوا تھا اور اب ان کے نزدیک شعروں کی کچھ حقیقت ہی نہیں تھی بلکہ خود لبید نے مسلمان ہونے پر یہی طریق اختیار کیا تھا چنانچہ حضرت عمر نے ایک دفعہ اپنے ایک گورنر کو کہلا بھیجا کہ مجھے بعض مشہور شعراء کا تازہ کلام بھیجو۔ جب لبید سے اس خواہش کا اظہار کیا گیا تو انہوں نے قرآن کریم کی چند آیات لکھ کر بھیج دیں۔

حضرت عثمان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو تعلق اور پیار تھا اس کا اظہار اس ایک واقعہ سے ہوتا ہے۔ روایت میں آتا ہے کہ ان کے فوت ہونے پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بوسہ دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے اس وقت آنسو جاری تھے۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا صاحبزادہ ابراہیم فوت ہوا تو آپ نے اس وقت اس کی نعش پر فرمایا: **الحق بسلفنا الصالح عثمان ابن مظعون** یعنی ہمارے صالح عزیز عثمان بن مظعون کی صحبت میں جا۔

حضرت عثمان بن مظعون کی مدینہ ہجرت کا واقعہ اس طرح ملتا ہے۔ محمد بن عمر واقدی بیان کرتے ہیں کہ آل مظعون ان لوگوں میں سے تھے جن کے مرد اور عورتیں سب کے سب جمع ہو کر ہجرت کے لئے روانہ ہوئے تھے اور ان میں سے کوئی مکہ میں باقی نہیں رہا۔ حضرت ام علاء بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین مدینہ میں آئے تو انصار کی خواہش تھی کہ ان کے گھروں میں رکیں اس پر ان کے لئے قرعہ ڈالا گیا تو حضرت عثمان بن مظعون ہمارے حصہ میں آئے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعون اور حضرت ابوہیثم بن تیہان کے درمیان مؤاخات کا رشتہ قائم فرمایا۔ حضرت عثمان غزوہ بدر میں بھی شامل ہوئے۔ آپ تمام لوگوں سے زیادہ جوش کے ساتھ عبادات بجالاتے تھے دن کو روزہ رکھتے تھے اور رات کو عبادت کیا کرتے تھے۔ خواہشات سے بچ کر رہتے تھے اور عورتوں سے دور رہنے کی کوشش کرتے۔ آپ نے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم سے دنیا ترک کرنے اور خود کو خصی کر دینے کی اجازت مانگی مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے سے منع فرمایا۔ یہ تاریخ کی کتاب اسد الغابہ میں لکھا ہے۔

پھر یہ روایت ہے کہ ایک دن حضرت عثمان بن مظعون کی اہلیہ ازواج مطہرات کے پاس آئیں۔ ازواج مطہرات نے انہیں پراگندہ حالت میں دیکھ کر فرمایا بڑے میلے کپڑے بال بکھرے ہوئے ہیں تم نے ایسی حالت کیوں بنا رکھی ہے؟ اپنے آپ کو سنوار کر رکھا کرو۔ تمہارے شوہر سے زیادہ دولتمند تو قریش میں کوئی نہیں ہے۔ حضرت عثمان کی بیوی کہنے لگیں ہمارے لئے ان میں کچھ نہیں ہے۔ اس کے جذبات ہمارے لئے کچھ نہیں ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگے رہتے ہیں ہماری طرف توجہ نہیں دیتے دن کو روزے رکھتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو ازواج نے آپ کو بتایا۔ یہ بات سن کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان سے ملے اور فرمایا کیا تمہارے لئے میری ذات میں اسوہ نہیں ہے؟ حضرت عثمان نے کہا کہ میں تو کوشش کرتا ہوں کہ بالکل آپ کے مطابق چلوں تو اس پر آپ نے فرمایا کہ تم دن بھر روزے رکھتے ہو اور رات بھر عبادت کرتے ہو۔ انہوں نے عرض کی جی ہاں میں ایسا ہی کرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا مت کرو۔ تمہاری آنکھوں کا تم پر حق ہے تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے اور تمہارے اہل کا بھی تم پر حق ہے۔ تمہارے بیوی بچوں کا تم پر حق ہے۔ پس نماز پڑھو اور سونا بھی ضروری ہے۔ نفل پڑھو راتوں کو جاگو لیکن سونا بھی ضروری ہے۔ روزہ رکھو اور چھوڑو بھی اگر نفلی روزے رکھے ہیں تو بیشک رکھو لیکن کچھ دن ناغے بھی ہونے چاہئیں کچھ عرصہ کے بعد ان کی بیوی ازواج مطہرات کے پاس دوبارہ آئیں تو انہوں نے خوشبو لگائی ہوئی تھی گویا کہ وہ دلہن ہوں انہوں نے کہا کیا بات ہے آج بڑی سجی بنی ہو اس پر وہ کہنے لگیں کہ ہمیں بھی وہ چیز حاصل ہوگئی ہے جو لوگوں کو میسر ہے یعنی اب خاوند توجہ دیتا ہے۔

حضرت عائشہ سے اس بارے میں روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن مظعون کو بلایا اور فرمایا کیا تو میرے طریقے کو ناپسند کرتا ہے وہ بولے یا رسول اللہ نہیں! میں آپ ہی کے طریقے کو تلاش کرتا ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سوتا بھی ہوں اور نماز بھی پڑھتا ہوں روزہ بھی رکھتا ہوں اور کبھی نہیں بھی رکھتا اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ اے عثمان تو اللہ سے ڈر تجھ پر تیری بیوی کا حق ہے تیرے مہمان کا حق ہے اور خود تیرے نفس کا بھی تجھ پر حق ہے۔ پس کبھی کبھی روزہ بھی رکھو اور کبھی نہ رکھو نماز بھی پڑھو اور سویا بھی کرو۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب لکھتے ہیں کہ عثمان بن مظعون نے زمانہ جاہلیت سے ہی شراب ترک کر رکھی تھی اسلام میں بھی تارک دنیا ہونا چاہتے تھے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرماتے ہوئے کہ اسلام میں رہبانیت جائز نہیں ہے اس کی اجازت نہیں دی۔

حضرت عثمان بن مظعون پہلے مہاجر تھے جنہوں نے مدینہ میں وفات پائی آپ دو ہجری میں فوت ہوئے۔ بعض کے نزدیک آپ کی وفات غزوہ بدر کے بائیس ماہ کے بعد ہوئی اور آپ جنت البقیع میں دفن ہونے والے پہلے شخص تھے۔ بہر حال ان کے حوالے سے کچھ اور باتیں بھی ہیں جو انشاء اللہ آئندہ بیان کروں گا۔

......☆......☆......☆......

BOOK POST (PRINTED MATTER)

To ....

....

....

....

From : Office Ansarullah Bharat, Aiwan-e-Ansar
Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516, Dt.Gurdaspur, PUNJAB